

ان الدین عند اللہ الاسلام  
بے شک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے

آئیے منے سے کچھ

سیکھیں

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

ابن رفیق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ  
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربنہ

معدت البریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

### تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)

🌐 [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

2

حقوق طباعت محفوظ ہیں  
البتہ فری تقسیم کے لیے تحریری اجازت مل سکتی ہے

ناشر  
ابن رفیق

(0322-80 61 562)

مکتبہ اہلسنتہ والجماعۃ لاہور

Designed by  
transmediapk@gmail.com

ملنے کے پتے

منے میاں یوں تو ماشاء اللہ جوان ہو چکے تھے لیکن ان کی لاکھ کوشش کے باوجود ان کا نام منا ہی چل رہا تھا۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے تحقیقی ذہن عطا کیا ہوا تھا وہ ہر چیز کو سمجھ کر کرنے کی کوشش کرتا اور اگر سمجھ نہ آتی پوچھ پوچھ کر سمجھنے کی کوشش کرتا کہ یہ کیا ہے وہ کیا ہے یہ ہم کیوں کرتے ہیں وہ ہم کیوں کرتے ہیں۔ ایک بات پر وہ بہت حیران رہتا کہ جب بھی وہ دنیا کے علوم کے متعلق سوالات کرتا تو گھر والے اور اساتذہ اس کی حوصلہ افزائی فرماتے کہ بیٹا جتنا پوچھو گے اتنا ہی زیادہ علم حاصل کر سکو گے۔ لیکن جب وہ دین کے امور کے بارے میں کوئی سند طلب کرتا تو اس کو جھڑک دیا جاتا کہ چپ کر کے وہی کرو جو تمہارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں۔ وہ سن کر چپ کر جاتا لیکن اس کی چھٹی حس اسے بتاتی کہ نہیں کوئی گڑبڑ ضرور ہے جو مجھے چھوٹا کہ کر چپ کروا دیا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ قضائے الہی سے منے کے دادا جان فوت ہو گئے۔ جنازہ کے بعد اگلے دن رسم قل کا اہتمام کیا گیا۔ پھر وہی ہوا جس کا ڈرتھان کے پانچ بیٹے تھے لڑنا جھگڑنا شروع ہو گئے کہ تم نے پیسے کم دیے ہیں میں نے زیادہ دیے ہیں ایک کہنے لگا کہ چونکہ میں نے سنبھالا تھا لہذا میں نے اسی لیے کم دیے ہیں غرض یہ کہ سب لڑنا شروع ہو گئے۔ خیر جب رسم قل کے پیسوں کا معاملہ تھوڑا سا حل ہو گیا تو پھر دوسری بحث شروع ہو گئی کہ چالیسواں کب کیا جائے۔

منا بھائی بھی وہاں موجود تھے یہ سب کچھ بڑے غور سے سن رہے تھے اور دیکھ رہے تھے کہ کس قسم کی بحث جاری ہے کہ چالیسواں کب کرنا ہے، کیا کیا پکانا ہے اور کس کس کو بلانا ہے۔ ایک بیٹے نے کہا کہ سات دن بعد کر لیں، اتوار اچھا رہے گا اور یہ یہ چیز پکالیں۔ یہ مجھے پسند ہے مجھے چھٹی

بھی ہے۔ دوسرا کہنے لگا کہ کیا آپ کو نہیں پتہ کہ ہمارے بڑے تو گورداسپور کے علاقہ سے ہجرت کر کے آئے ہیں اور ضلع گورداسپور کے لوگ تو اتنے دن کے بعد چہلم کرتے ہیں، تیسرا بیٹا بولا کہ نہ نہ ایسا نہ کرنا مجھے چھٹی نہیں ملنی آپ لوگ 21 دن بعد کر لو، ویسے بھی میرے سسرال والے انڈیا کے فلاں علاقے کے ہیں وہ تو 21 دن بعد کرتے ہیں۔ چوتھا بولا بھئی چالیسویں کا مطلب ہے چالیس دن بعد، تو یہ تو چالیس دن بعد ہی ہوگا۔ ورنہ میں تو آنے سے رہا۔ اور اس میں یہ یہ پکائیں گے تو ٹھیک ورنہ میری طرف سے پیشگی معذرت ہی سمجھیں۔

منیہ سن کر پریشان ہو رہا تھا کہ یا اللہ ماجرا کیا ہے دین کی تو ہر ایک چیز تو اللہ تعالیٰ نے متعین کی ہوئی ہے۔ نماز، روزہ، عید، حج وغیرہ کے اوقات متعین ہیں۔ اور ان کے ادا کرنے کے طریقے تک بتائے ہوئے ہیں اور یہاں پر علاقہ وائز معاملات چل رہے ہیں کہ ہم ہندوستان کے فلاں علاقہ سے آئے ہیں تو فلاں دن کریں گے ہم فلاں علاقہ والے ہیں ہم تو اس دن کریں گے، ہمارے ہاں تو یہ رسم ہے، ہمارے ہاں تو یہ رواج ہے۔ یہاں تو ہر بھائی اپنی اپنی سنا رہا ہے اور بیٹھا بیٹھا اپنا اپنا دین پیش کر رہا ہے اس سے رہا نہ گیا اور اس کے ذہن اور تحقیقی دماغ نے ان سب کو سمجھانے کی ایک انوکھی ترکیب نکالی۔

جب سب لوگ چہلم کی تاریخ پر بحث کر رہے تھے تو اسی دوران رسم قتل کے لیے مولانا صاحب بھی تشریف لے آئے۔ اب ان کے سامنے سب بول رہے تھے لیکن مولانا صاحب خاموش تھے۔ جب لڑائی جھگڑا زیادہ بڑھ گیا تو منے نے سوچا اب موقع اچھا ہے اب میں بولتا ہوں اس نے کہا کہ میں آپ کا مسئلہ حل کر دیتا ہوں اور ایک ایسی تاریخ بتا دیتا ہوں کہ آپ سب راضی ہو جاؤ گے

تو سب حیران اور خاموش ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہاں ہاں بتاؤ جلدی بتاؤ ہم نے ابھی رسم قتل کے لیے قرآن خوانی بھی کروانی ہے لہذا یہ معاملہ پہلے ہی حل ہو جائے تو اچھا ہے۔ اب منے نے کہا کہ سب خاموش ہو کر میری بات سنیں۔

اور پھر منا بھائی بولنا شروع ہو گئے کہ چونکہ ہم یہ ثواب کے لیے کر رہے ہیں تو میرے خیال میں آپ اس دن ہی چہلم کریں جس دن حدیث شریف میں اس کا ذکر آیا ہے۔ منے کی یہ بات سن کر سب کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا کہ ہیں چہلم کا ذکر حدیث شریف میں موجود ہے۔ مولانا صاحب بھی اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

جب لوگوں نے پوچھا کہ اس کا ذکر کدھر ہے تو اس نے مولانا صاحب کی طرف اشارہ کر دیا کہ یہ آپ کو بتائیں گے کہ چہلم کا ذکر کہاں ہے؟ اور اس کے احکامات کیا ہیں؟ یہ کس دن کرنا چاہیے اور کیا کیا پکانا چاہیے؟ یہ سنتے ہی مولانا صاحب تھوڑے پریشان ہو گئے اور فوراً بولے بیٹے میں نے تو حدیث کی کسی کتاب میں کہیں اس کا ذکر کہیں نہیں پڑھا۔ منا بولا نہیں نہیں آپ بھول رہے ہیں آپ ماشاء اللہ عالم دین ہیں میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اس کا ذکر کہاں ہے؟

انہوں نے کہا اچھا بتاؤ! تو منا بولا کہ میرا حافظہ ذرا کمزور ہے، مجھے حدیث کی کتاب اور باب کا نام تو یاد نہیں، لیکن اتنا یاد ہے کہ غالباً رسم قتل سے اگلا باب ہے اب یہ آپ ہی بتائیں کہ حدیث نمبر کون سی ہے۔

مولانا صاحب پھر سوچ میں پڑ گئے اور کہنے لگے بیٹے تمہیں غلطی لگی ہے حدیث میں رسم قتل کا

کوئی باب نہیں ہے۔ بلکہ باب تو دور کی بات ہے کسی باب کے اندر کوئی ایسی حدیث بھی نہیں ہے۔  
منادو بارہ بولا جی، کیا فرمایا آپ نے، رسم قل کا حدیث شریف میں کوئی ذکر نہیں میں نے تو  
غالباً پڑھا تھا کہ قل شریف میں اتنے کھانے رکھتے ہیں، پانی کا ایک گلاس بھی ضرور رکھتے ہیں اور رسم  
قل کرو اتنے ضرور ہیں، چاہے کسی سے ادھار لے کر ہی کروائیں۔ اور مولانا صاحب کو سات دن  
روٹی بھی دیتے ہیں اور کپڑے بھی۔ کیونکہ حدیث شریف میں یہ لکھا ہے کہ اگر مولانا صاحب کو  
جمعرات کی روٹی نہ دی جائے تو مردہ بھوکا رہ جاتا ہے اور اگر مولانا صاحب کو کپڑے نہ دیے جائیں تو  
مردہ نگارہ جاتا ہے۔

مولانا صاحب: بیٹے یہ سب چیزیں حدیث میں موجود نہیں ہیں۔

کیوں نہیں ہیں اور ہاں اس میں درود تاج، درود ہزاری وغیرہ بھی لازماً پڑھتے ہیں، اور ان کا  
بہت درجہ ہے۔

کیا کہا! منے تو کیا کہہ رہا ہے کہ درود تاج، درود ہزاری! بیٹے یہ سب چیزیں تو بعد کی ہیں تو  
پاگل ہو گیا ہے کیا۔

اچھا میں بھول گیا پھر غالباً یہ اس باب میں ہوگا جس میں سات دن کے ختم، ششماہی ختم اور  
سالانہ برسی کے بارے میں تفصیل موجود ہے کہ جب کوئی فوت ہو جائے تو سال بعد اس کا ختم دلانا  
کس قدر اجر و ثواب کا باعث ہے اور جو نہیں دلاتا وہ کتنا خسارے میں رہتا ہے، اور صحابہ کرامؓ کی  
مثالیں بھی موجود ہیں کہ کون کون سے صحابہ کرامؓ اپنے بڑوں کی برسیاں بڑے اہتمام کے ساتھ منایا

کرتے تھے۔ اس میں بڑی تعداد میں لوگوں کو بلایا کرتے تھے اور بہت بڑی بڑی دعوتوں کا اہتمام کیا کرتے تھے۔

منے بیٹے! قرآن وحدیث میں برسی وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں کہ کون سے صحابیؓ نے کبھی کسی کی برسی منائی ہو۔ یا آپؐ نے کسی کو کبھی اپنے بڑوں کی برسی منانے کا حکم دیا ہو۔

اچھا پھر شاید وہ اس باب میں ہے کہ جس میں قبر پر اذان دینے کے احکامات اور فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ جنازہ کے فوراً بعد دفنانے سے پہلے دعا کس کس صحابی سے مروی ہے، میت کو کندھا دیتے وقت اونچی آواز میں کلمہ شہادت پڑھنے کی فضیلت کا بیان ہے اور مردہ کو دفنانے کے بعد قبرستان سے چالیس قدموں کے فاصلے پر جودعا کی جاتی ہے اس کی فضیلت اور حکم درج ہے اور یہ بھی درج ہے کہ کون کون سے صحابہ کرام اس پر عمل کرتے رہے۔

منے! قبر پر اذان تو چند سال ہوئے شروع ہوئی ہے۔ اور نماز جنازہ کے فوراً بعد دفنانے سے پہلے والی دعا بھی کسی حدیث میں نہیں ہے اور چالیس قدموں پر ہونے والی دعا بھی کسی صحابی سے منقول نہیں ہے۔ رہی بات جنازے کے ساتھ اونچی آواز میں کلمہ شہادت پڑھنے کی تو حدیث شریف میں تو جنازے کے ساتھ بالکل خاموشی کے ساتھ چلنے کا حکم آیا ہے۔ اس کا بھی کسی حدیث سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اچھا تو پھر لازمی طور پر یہ اس باب میں ہوگی جہاں پر اس درود کی فضیلت کا ذکر ہے جو اذان

سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اذان سے پہلے اگر درود نہ پڑھا جائے تو اذان ہی مکمل نہیں ہوتی۔ لیکن ایک چیز بڑی وضاحت کے ساتھ بیان ہے کہ اگر بجلی بند ہو تو اذان درود کے بغیر بھی مکمل ہو جاتی ہے۔

اوه منے تجھے کس نے کہہ دیا ہے کہ اذان سے پہلے والے پڑھے جانے والے درود کا تعلق حدیث سے ہے۔

منا پھر گویا ہوا پھر شاید وہ میں نے اس باب کے بعد پڑھا تھا جس میں نماز کی مروجہ نیت کے بارے میں لکھا ہے کہ چار رکعت نماز فرض پیچھے اس امام کے، منہ طرف قبلہ شریف، دائیں طرف امام دین اور بائیں طرف سراج دین، اندر کھجور والی مسجد کے، محلہ پرانا شہر وغیرہ کے الفاظ کہنے کی فضیلت درج ہے۔

مولانا صاحب بولے! بیٹے نیت میں اتنی تفصیل بولنے کی ضرورت نہیں ہے صرف چند الفاظ کہہ دینے کافی ہیں۔

منا فوراً بولا اچھا مولانا صاحب تو آپ مجھے بالکل وہی الفاظ بتادیں جو حدیث میں مروی ہیں۔ میں وہی کہہ لیا کروں گا۔

مولانا صاحب پریشان ہو کر آہستگی سے بولے، میں تمہیں کون سے الفاظ بتاؤں۔ کیونکہ حدیث میں تو کوئی ایسی روایت ہے ہی نہیں جس سے ظاہر ہو کہ نیت اپنی زبان میں کرنی ہے۔ احادیث میں تو ساری نماز عربی زبان میں ہے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ باقی نماز تو عربی میں ہو اور نیت

اردو یا پنجابی میں۔ یہ تو بعد میں ثواب کے لیے شامل کی گئی ہے۔

جی نہیں! مولانا صاحب، مجھے غلطی نہیں لگی رسم قل کا ذکر پھر شاید اسی باب میں ہے۔ جس میں گیارہویں شریف کے فضائل اور احکامات بڑی تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اگر گیارہویں نہ دلائی جائے تو بھینسیں مرجائیں گی۔ اور اس دن دودھ بیچا نہیں جاتا چاہے پورے ملک کے بچے بھوکے پیاسے رہ جائیں۔ اور اگر اللہ کو ڈاکٹر کٹ پکارنے سے مشکل نہ حل ہو رہی ہو تو وسیلہ کے لیے غوث پاک کو پکارا جائے کیونکہ ان کا نام لینے سے ڈوبتی ہوئی کشتی بھی کنارے لگ جاتی ہے۔ اور اگر دوسری نمازوں سے کچھ خاص فائدہ حاصل نہ ہو رہا ہو تو بغداد شریف کی طرف منہ کر کے صلاۃ غوثیہ بھی پڑھ لینی چاہیے۔ اس سے بھی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔

لوگ مولانا صاحب کے پیچھے پڑ گئے کہ بتائیں کون سے باب میں ہے۔ مولانا صاحب نے کہا بیٹے تم بھول گئے ہو کسی اور کتاب میں ہوگا حدیث شریف میں گیارہویں کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ منافورا بولا نہیں حضرت صاحب اگر یہ گیارہویں شریف والے باب میں نہیں ہے تو میں نے لازماً اُس باب میں پڑھا ہوگا جہاں کوٹنڈوں کا ختم دلانے کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اسے چھپ کر اندر بیٹھ کر کھانے کے بارے میں بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ محرم اور صفر کے مہینوں میں شادی بیاہ اور دیگر خوشیاں نہیں کرنی چاہئیں۔ اور کر لی جائیں تو یہ نقصانات ہو جاتے ہیں۔

کیا کہا منے، مولانا صاحب بولے، ان باتوں کا کسی حدیث کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ تم نے کسی اور کتاب میں پڑھ لی ہوں گی۔

منا پھر بولا اچھا جی مجھے غلطی لگی ہوگی میں نے یقیناً عرس والے باب میں اس کا کہیں تذکرہ پڑھا ہے۔

عرس والا باب؟ مولانا صاحب پھر پریشان ہو گئے

جی ہاں مولانا صاحب جس میں عرس شریف کے فضائل اور احکامات پر مفصل بحث ہے کہ عرس پر کیا کیا پکانا ہے، بزرگوں کے آگے، قوالی اور نذر و نیاز کا کیا طریقہ ہے، قبر پر مجاور بن کر بیٹھنے کا کتنا اجر اور ثواب ہے اور ان کی قبر کو اور ان کو سجدہ کتنے منٹ تک کرنا ہے اور کس وقت کرنا ہے۔ وجد میں جانے اور بے حال ہونے کا کتنا اجر ہے۔ اور صاحب قبر سے مدد مانگنے کی کتنی فضیلت ہے؟ اور اگر جنت حاصل کرنی ہو تو بہشتی دروازے کے آگے سے گزرنا ہے کہ پیچھے سے اور اس کا کتنا ثواب ہے؟ اور اگر گذرتے ہوئے پانچ دس ڈنڈے بھی کھانے پڑیں تو بڑا ثواب کا کام ہے۔

منے کیا کر رہے ہو ان سب چیزوں کا بھی کہیں کوئی ذکر نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو سختی سے غیر اللہ سے مانگنے سے روکا ہے اور اس کو شرک قرار دیا ہے۔ اور مشرک کی تو معافی نہیں ہے۔ باقی مجاور بننے کے بارے میں تو میں نے ایک حدیث مبارکہ پڑھی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص آگ کے انکارے پر بیٹھنے کو ترجیح دے دے بہ نسبت اس بات کے کہ اسے قبر پر مجاور بن کر بیٹھنا پڑے۔

رہی بات بہشتی دروازے کے آگے سے گزرنا چاہیے یا پیچھے سے تو میرا خیال ہے کہ آگے سے ہی گذرنا چاہیے۔

منافورا بولا لیکن جب میں گیا تو وہاں لکھا ہوا تھا کہ یہ دروازہ آپ کو جنت میں لے کر جائے گا۔ لیکن اس کے اوپر ایک اور چھوٹا سا نوٹ بھی لکھا ہوا تھا کہ ”دروازہ زیر تعمیر ہے۔ براہ کرم پیچھے سے تشریف لائیے۔“

اچھا پھر غالباً یہ شبِ برات والے باب میں ہوگا جس میں اس رات کو جاگنا اور ساری رات نوافل پڑھنا، دن کو اچھے اچھے کھانے پکانا اور پٹانے چلانا وغیرہ بیان کیا گیا ہے۔

منے تمہیں کیا ہو گیا ہے میرے خیال میں تو کسی بھی صحیح حدیث میں شبِ برات کا ذکر ہی نہیں ہے۔ جتنی حدیثیں بھی اس ضمن میں بیان کی جاتی ہیں وہ تو شبِ قدر کی فضیلت کے حوالے سے ہیں لیکن وہ شبِ برات کے حوالے سے بیان کر دی جاتی ہیں۔

کیا شبِ قدر والی حدیثیں شبِ برات کے لیے استعمال ہو رہی ہیں، لاحول ولاقوة

لیکن کیوں مولانا صاحب

اس لیے کہ شبِ برات کے حوالے سے کوئی صحیح حدیث ہے ہی نہیں۔

لیکن منے تم کہنا کیا چاہتے ہو، مجھے لگتا ہے تم گستاخ ہو گئے ہو؟

منا اکتا کر بولا تو پھر میں نے یقیناً یہ اس باب میں پڑھا ہوگا جس میں شادیوں کا طریقہ بیان

کیا گیا ہے کہ لڑکے والوں کی کون کون سی خواہش پوری کرنے کا کتنا اجر ہے ہم نے مہندی کس طرح

نکالنی ہے، مہندی والے دن کون سے سوٹ پہننے ہیں، ماہ صفر اور محرم میں شادی نہیں کرنی ہے، مایوں بیٹھتے وقت کون سا سوٹ پہننا ہے۔ لڑکی نے گھر سے جاتے وقت کتنے کلو چاولوں کو ٹھوکرو مارنی ہے، اور تفصیلاً یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ دیور کو گود میں بٹھانا ہے کہ جیٹھ کو اور اس کا کتنا درجہ ہے۔ بینڈ باجے کون سی کواٹی کے لانے ہیں اور لہن لانے کے لیے کتنے سو افراد کی فوج کی ضرورت ہوتی ہے مزید یہ کہ دودھ پلائی والی رسم کے کتنے فرائض اور کتنی سنتیں ہیں اور صحابہ اکرامؓ دودھ پلائی کی رسم کے موقع پر کتنے پیسے اد کیا کرتے تھے، گوڈا (گھٹنا) کیسے باندھا جاتا ہے۔ اور ہمیں نیوندر (سلامی) کتنا دینا چاہیے اور اس کو لکھنے کا طریقہ کیا ہے۔ دلہن کو گھر میں لانے سے پہلے کتنے کلو تیل دروازے پر گرانا افضل ہے۔ اور اور اور۔۔۔

مولانا صاحب نے پھر ٹوکا کہ منے یہ چیزیں حدیث شریف میں کہیں نہیں آئیں تم نے کون سی حدیثیں پڑھی ہیں۔

منے نے کہا، مولانا صاحب، میں گستاخی نہیں کر رہا۔ مجھے بھی یہ پتا ہے کہ یہ سب چیزیں اسلام میں نہیں ہیں اور قرآن وحدیث سے ان کا دور کا بھی تعلق نہیں۔ تو پھر یہ ہم کیوں کر رہے ہیں۔ مولانا صاحب بولے صرف ثواب کی خاطر کر رہے ہیں۔ اب دیکھو نا کہ ہم قرآن ہی پڑھتے ہیں کوئی غلط کام تو نہیں کرتے، اب قرآن پڑھنے سے تو کوئی کھانا حرام نہیں ہو جاتا۔

منا بولا مولانا صاحب مجھے یہ بتائیں کہ کیا بکرا ذبح کرتے وقت تکبیر کی بجائے سورۃ یسین پڑھی جاسکتی ہے۔

مولانا صاحب بولے نہیں نہیں۔ اسی طرح تو قربانی یا ذبح نہیں ہوگا بلکہ حرام ہو جائے گا۔  
لیکن مولانا صاحب، حرام کیسے ہو جائے گا۔ کیا قرآن پڑھنے سے کوئی چیز حرام ہو جاتی ہے۔  
اب مولانا صاحب تھوڑا پریشان ہو کر کہنے لگے کہ حدیث میں یہی مروی ہے کہ جب اللہ کے  
نبیؐ جب ذبح کرتے تو تکبیر ہی پڑھتے۔ لہذا تکبیر کے بغیر حرام ہوگا۔ چاہے آپ سورۃ یسین کی  
بجائے سارا قرآن پڑھ لیں۔

اچھا تو ذرا یہ بتائیے کہ اللہ کے پاک نبیؐ کھانا کھانے سے پہلے کیا پڑھتے تھے؟ منے نے  
پوچھا۔

مولانا صاحب فرمانے لگے کہ آپ سرکار تو صرف بسم اللہ ہی پڑھتے تھے۔  
منافورا بولا کہ اب مجھے یہ بتائیں کہ قربانی یا ذبح کے وقت تکبیر کی جگہ سارا قرآن پڑھ دیں تو  
وہ حرام ہو جاتا ہے۔ لیکن کھانا کھاتے وقت سنت کے مطابق صرف بسم اللہ پڑھنے کی بجائے سارا  
قرآن بھی پڑھ لیا جائے تو وہ کیسے حلال ہو گیا؟

اب مولانا صاحب خاموش ہو گئے تو منے نے کہا کہ میں بھی جانتا ہوں کہ یہ ساری چیزیں  
احادیث میں نہیں ہیں۔ میں تو صرف آپ کی زبانی خود بھی یہ سننا چاہتا تھا اور سب کو سنانا بھی چاہتا تھا  
کہ آج جن چیزوں کو ہم نے اسلام سمجھ لیا ہے اور جن پر ثواب سمجھ کر عمل کر رہے ہیں وہ تو آپ کے  
بقول بھی قرآن و حدیث سے بہت دور ہیں اور ان کا دین اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ ہمیں تو  
میڈان مدینہ (Made in Madina) والا اور (Made in Makkah) والا دین چاہیے

تھا جبکہ ہم نے میڈان انڈیا (Made in India) والا دین اپنالیا۔ ہماری شادی غمی کی تمام رسوم و رواج کا محور اور مرکز مکہ اور مدینہ ہونا چاہیے تھے جبکہ وہ گورداسپور اور امرتسر ہیں۔ ہم دین کے نام پر ہر وہ چیز اختیار کر رہے ہیں جن سے اللہ کے نبی ﷺ نے روکا تھا۔ تحقیق کا کام تو بالکل ختم ہو کر رہ گیا ہے بس ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہے کہ ہمارے بڑے کیا کرتے رہے تھے وہی ہم نے کرنا ہے چاہے انہوں نے جس مرضی مقصد کی خاطر وہ کام کیا ہو۔

اس کی مثال بالکل اسی بھوکی طرح ہے جس کی ساس نے ایک بلی پالی ہوئی تھی جس کو وہ روز دودھ ڈالتی تھی، ایک دن اس کے بیٹے کی شادی تھی تو شادی کی گہما گہمی میں وہ بلی کے برتن میں دودھ ڈالنا بھول گئی اور بیٹے کی برات میں چلی گئی۔ واپسی پر جب دلہن کے ہمراہ گھر کی دہلیز پر قدم رکھا تو اچانک یاد آیا کہ اوہ آج صبح سے میری بلی بھوکی ہے اور شادی کی گہما گہمی میں اسے دودھ ڈالنا بھول گئی تھی۔ تو فوراً بالکل اسی وقت جب کہ دلہن گھر کے اندر داخل ہو رہی تھی وہ عورت (یعنی دولہے کی والدہ) کہنے لگی ایک منٹ ٹھہر جاؤ پہلے میں اپنی بلی کو دودھ تو ڈال دوں۔ اب بہونے جب یہ دیکھا کہ میرے گھر میں داخل ہونے سے پہلے میری ساس نے بلی کو دودھ ڈالا ہے لہذا غالباً یہاں کی رسم ہوگی لیکن اس نے پوچھا نہیں کیونکہ ہمارے ہاں بڑوں کو بس دیکھتے ہیں پوچھتے نہیں اور اس نے بھی وہی چیز ذہن میں بٹھالی کہ جب گھر میں دلہن پہلے دن داخل ہوگی تو اس سے پہلے بلی کو دودھ ڈالیں گے تب دلہن گھر میں اندر داخل ہوگی۔

بالکل بلی کو دودھ ڈالنے والی کی طرح آج ہمارا حال تو بالکل ان لوگوں جیسا ہو گیا ہے کہ جو مکے میں اللہ کے نبی ﷺ کی مخالفت کرتے تھے اور بہانہ صرف یہ تھا کہ ہم اپنے باپ دادا کو اس

دین پر چلتے دیکھ رہے ہیں لہذا وہ غلط تھے یا صحیح تھے ہمیں نہیں پتہ۔ ہم تو اپنے آباؤ اجداد کا دین نہیں چھوڑیں گے ان کے بارے میں قرآن مجید میں ہے کہ اے نبی ﷺ ان سے کہہ دیں کہ اگر ان کے باپ دادا عقل نہیں رکھتے تھے تو کیا یہ بھی عقل نہیں رکھیں گے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ  
 آبَاءَنَا أَوْ لَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ

اور جب انھیں کہا جاتا ہے کہ آؤ اس دین کی طرف جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اور  
 آؤ رسول کی طرف، تو کہتے ہیں کہ ہمارے لیے تو بس (طرز زندگی) کافی ہے جس پر ہم  
 نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ کیا باپ دادا ہی کی تقلید کیے چلے جائیں گے خواہ وہ کچھ علم  
 نہ رکھتے ہوں اور راہ راست کی انھیں بھی خبر نہ ہو؟۔ (المائدہ: 104)

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوْ لَوْ كَانَ  
 الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ

اور جب انھیں کہا جاتا ہے کہ پیروی کرو اس دین کی جو اللہ نے نازل فرمایا ہے، تو  
 کہتے ہیں کہ ہم تو اس دین کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ تو  
 کیا یہ انھیں کی روش پر چلیں گے؟ خواہ شیطان انھیں (ان کے باپ دادا کو) بھڑکتی ہوئی  
 آگ کی طرف ہی کیوں نہ بلاتا رہا ہو۔ (لقمان: 21)

وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِن قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَلِيمِينَ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا

هَذِهِ الشَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عِقْفُونَ • قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا غِبْدِينَ • قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ  
وَأَبَاؤُكُمْ فِي صَلَاحٍ مُّبِينٍ

ہم نے ان (موسیٰ و ہارون) سے پہلے ابراہیم کو بھی رہنمائی دی تھی اور ہم اس کی  
خبر رکھنے والے تھے۔ (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا  
تھا: یہ مورتیاں کیسی ہیں جن کے تم گرویدہ ہو رہے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: ”ہم نے  
اپنے باپ دادا کو ان کی عبادت کرتے پایا ہے۔“ ابراہیم نے کہا: تم بھی گمراہ اور تمھارے  
باپ دادا بھی صاف صاف گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ (الانبیاء: 54-51)

فَإِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ • إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ • فَهُمْ عَلَىٰ آثِرِهِمْ  
يَهْرَعُونَ

پھر ان سب کا لوٹنا جہنم کی طرف ہوگا۔ کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ  
پایا اور انہی کے نقش قدم پر دوڑتے جا رہے ہیں۔“ (الصافات: 70-68)

دین تو آج سے چودہ سو سال پہلے اُس وقت ہی مکمل ہو گیا تھا جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے  
اليوم اكملت لكم دينكم والى آيت مبارکہ نازل فرمائی تھی کہ آج کے دن میں نے  
تمھارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تمھارے لیے اسلام کو ہی بطور دین پسند کیا ہے۔ اور فرمایا

وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ۗ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ

جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور طریق زندگی اختیار کرنا چاہے اس کا وہ طریقہ

ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں ناکام و نامراد رہے گا۔ (آل عمران: 85)

اپنی خواہشات پر چلنے اور صحیح دین کو چھوڑنے کے لیے ایک اور وجہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ ہم تو اپنے باپ دادا کو ایسے دیکھتے آئیں ہیں تو کیا وہ پاگل تھے اور ہم تو اسی دین پر چلیں گے جس پر وہ تھے۔ تحقیق کا کام تو ہم نے بالکل چھوڑ دیا ہے حالانکہ اگر ہم بازار سے کوئی بھی چیز خریدنے جاتے ہیں تو اچھی طرح دیکھ بھال کر پہلے دکاندار کی شرافت اور دیانت کا پتہ کرتے ہیں اور پھر چیز کے خالص ہونے کا اندازہ لگاتے ہیں۔ لیکن دین کے معاملے میں جو مرضی جہاں سے مرضی ملے لیتے ہیں اور نام اپنے والدین کا لگا دیتے ہیں کہ ان کو ایسے ہی دیکھا ہے۔ حالانکہ دنیا کے کسی بھی قانون میں کسی نے کبھی نہیں کہا کہ میں اس قانون کو نہیں مانتا، میں اس سائنسی نظریے کو نہیں مانتا کیونکہ میرے والد صاحب نہیں مانتے تھے۔

اس کے جواب میں ارشادِ بانی ہے

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أُولَٰئِكَ هُمُ

الشَّيْطٰنُ يَدْعُوهُمْ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ

اور جب انھیں کہا جاتا ہے کہ پیروی کرو اس دین کی جو اللہ نے نازل فرمایا ہے، تو کہتے ہیں کہ ہم تو اس دین کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ تو کیا یہ انھیں کی روش پر چلیں گے؟ خواہ شیطان انھیں (ان کے باپ دادا کو) بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف ہی کیوں نہ بلاتا رہا ہو۔ (لقمان: 21)

رہی بات اللہ کے نبی ﷺ سے محبت کی تو قرآن نے اس کا معیار بھی بتا دیا کہ کون نبی ﷺ سے محبت کرتا ہے، نبی سے محبت کا طریق کیا ہے اور کون اپنی مرضی کے اعمال کر کے اپنی جان سے دشمنی لیتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ. قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِينَ

اے رسول (ﷺ) کہہ دیجیے کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ (اس لیے کہ) اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے۔ کہہ دیجیے اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔ پس اگر وہ پھر جائیں (مرتد ہو جائیں) تو بے شک اللہ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔ (آل عمران: 31-32)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِۦ وَاَتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔ (الحجرات: 1)

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ  
الْهُدَىٰ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَيَسْخِطُ أَعْمَالَهُمْ

بلاشبہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، لوگوں کو اللہ کے راستے (دین) پر چلنے سے روکا  
اور رسولؐ کی مخالفت کی، اس کے بعد کہ ان کے پاس ہدایت پہنچی۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کا کچھ  
نہیں بگاڑ سکتے۔ عن قریب اللہ ان کے تمام اعمال برباد کر دے گا۔ (محمد: 32)

میرے بھائیو اعمال کی قبولیت کے لیے ان کا سنت نبویؐ سے ثابت ہونا بہت ضروری ہے  
ورنہ، دنیا میں اپنی سمجھ کے مطابق نیک اعمال کرنے کے باوجود قیامت والے دن ہمارا نامہ اعمال  
خالی ہوگا۔ ارشادِ باری ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ  
اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو، رسولؐ کی اطاعت کرو اور اپنے  
اعمال برباد نہ کرو۔ (محمد: 33)

دیہاتی لوگ کہتے ہیں ہم ایمان والے ہیں۔ آپ ﷺ ان سے کہہ دیجیے کہ تم  
ایمان نہیں لائے، بلکہ یوں کہہ لو کہ ہم مسلمان ہیں کیونکہ ایمان بھی تمہارے دلوں میں  
داخل نہیں ہوا۔ اگر تم اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو تو وہ تمہارے اعمال کے اجر  
میں کچھ بھی کمی نہ کرے گا۔ بے شک اللہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ (الحجرات: 33)

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا

کسی مؤمن مرد اور عورت کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملہ میں فیصلہ کر دیں تو پھر انہیں اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے۔ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ واضح گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔ (احزاب: 36)

وَاطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ۖ وَاصْبِرُوا ۗ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ

اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو، ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمھاری ہوا اکھڑ جائے گے۔ صبر سے کام لو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (انفال: 46)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور اپنے امیر کی

اطاعت کرو۔ پس اگر کسی بات میں تمہارا جھگڑا ہو جائے تو اس (متنازعہ معاملہ) کو اللہ اور رسول کی طرف لے آؤ، اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہو۔ یہ بہت بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بہت اچھا ہے۔ (النساء: 59)

يَوْمَ تُقْلَبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ .  
وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَصَلُّوْنَا السَّبِيلَا . رَبَّنَا آتِنَهُمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ  
الْعَذَابِ وَالْعَنَتُهُمْ لَعْنًا كَبِيرَا

جس روز ان کے چہرے آگ پر الٹ پلٹ کیے جائیں گے، اس وقت وہ کہیں گے: کاش! ہم نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ (مزید) کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی تو انہوں نے ہمیں صراطِ مستقیم سے ہٹا دیا۔ اے ہمارے پروردگار! تو انہیں دو گنا عذاب دے اور ان پر بہت بڑی لعنت فرما۔ (الاحزاب: 68-66)

اور ایک اہم بات کہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی ذات مبارکہ کی قسم اٹھا کر ہمیں واضح کر دیا ہے کہ اگر ہمارے سامنے اللہ کے نبی کا کوئی حکم یا فیصلہ آجائے اور ہم بوجہ اس کو ماننے میں لیت و لعل سے کام لیں۔ اور اس ضمن میں اپنے بڑوں بڑوں کے نام لینے شروع کر دیں کہ ہم فلاں کی وجہ سے ایسا کر رہے ہیں۔ تو اللہ فرماتے ہیں کہ ہم مومن ہی نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے فیصلوں میں نبیؐ کو منصف نہ مان لیں۔ قرآن مجید میں

ارشاد ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحْمَلُوا فِيهَا شَجَرًا بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا  
مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

(اے نبی!) آپ کے رب کی قسم! یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ آپس کے اختلافات میں آپ کو فیصل (منصف) نہ مان لیں۔ پھر جو آپ فیصلہ دیں اس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور (دل و جاں) سے تسلیم کر لیں جیسا کہ تسلیم کرنے کا حق ہے۔ (النساء: 65)

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فِرْيَقٍ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَمَا  
أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ

وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور ہم نے اطاعت کی، پھر ان میں سے ایک جماعت اس کے بعد پھر جاتی ہے۔ یہ لوگ مومن ہیں ہی نہیں۔ (النور: 47)

وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُونَ. وَإِن يَكُنْ  
لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ. أَفِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ أَمْ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَن يَمِيزَ اللَّهُ  
عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُٓ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف ان کو بلا یا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان

فیصلہ کر دیں تو ان میں سے ایک جماعت منہ موڑنے والی ہوتی ہے۔ اگر فیصلہ ان کے حق میں جاتا ہو تو پھر اس کی طرف مطیع و فرمانبردار بن کر آجاتے ہیں۔ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا وہ شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں؟ یا انھیں اس بات کا خوف ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان کی حق تلفی کریں گے؟ بلکہ یہ لوگ خود بہت بڑے بے انصاف ہیں۔ (النور: 50-48)

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ  
مومنوں کی بات تو یہ ہوتی ہے، جب انھیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو وہ کہتے ہیں ”ہم نے سن لیا اور ہم نے مان لیا“ ، یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں (النور: 51)

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصَلِّهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا  
اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے، باوجود اس کے کہ اس پر راہ راست واضح ہو چکی ہو، اور مومنوں کی راہ کے علاوہ کسی اور راہ پر چلے تو اسے ہم اسی طرف چلائیں گے جدر وہ خود چل پڑا۔ اسے جہنم میں جھونک دیں گے جو بدترین قرار ہے۔ (النساء: 115)

وَمَا أُنْكُمُ الرَّسُولُ فَعْدُوًا ۖ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَأَنْتَهُوَا ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ

شَدِيدُ الْعِقَابِ

اور جو رسول تمہیں دے دیں (حکم دیں) وہ لے لیا کرو اور جس سے منع کریں اس سے منع ہو جایا کرو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ بڑا سخت عذاب دینے والا ہے۔ (الحشر: 7)

وَيَوْمَ يَعِضُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا يَا لَيْتَنِي لَمَّا اتَّخَذْتُ فُلَانًا خَلِيلًا. لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَدُوًّا

اور جس دن ظالم انسان ہاتھ چبائے گا اور کہے گا: کاش! میں نے رسول کا ساتھ دیا ہوتا (یعنی ان کی بات مانی ہوتی)۔ ہائے افسوس! کاش! میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اس نے تو مجھے نصیحت آجانے کے بعد گمراہ کر دیا۔ شیطان تو انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہے۔ (الفرقان: 27-29)

میرے بھائیو قیامت والے دن ہر بندہ اپنے اپنے پیشوا اور امام کے ساتھ ہی اٹھایا جائے گا جن کی وہ بات مانتا رہا اور پیروی کرتا رہا۔ اور جو اللہ کے رسول ﷺ کی بات مانتا رہا وہ خوش قسمت آپ کے ساتھ ہی اٹھایا جائے گا۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ  
وَالضَّالِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ذَٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ وَكَفَى  
بِاللَّهِ عَلِيمًا

اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ  
تعالیٰ نے انعام کیا ہے (یعنی) انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ اور یہ بہت ہی  
اچھا ساتھ ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے فضل ہے اور اللہ کافی ہے علم رکھنے  
والا۔ (النسا: 69-70)

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَّقِ اللَّهَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْقَائِمُونَ  
جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے، اللہ سے ڈریں گے اور اس  
(عذابوں) سے ڈرتے رہیں گے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔ (النور: 52)

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ  
عَلَىٰ عَقْبَيْهِ ۗ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ إِيْمَانَكُمْ  
إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرُءُوفٌ رَّحِيمٌ

جس قبلہ کی طرف تم پہلے (چہرہ کر کے نماز پڑھا کرتے) تھے، اس کو ہم نے  
صرف اس لیے مقرر کیا تھا کہ ہم جان لیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون اپنی

ایڑیوں پر پھر (کر مرتد ہو) جاتا ہے۔ گویہ کام مشکل ہے مگر جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے (ان پر کوئی مشکل نہیں)۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان (نماز) ضائع نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کرنے والا ہے۔ (البقرہ: 143)

قُلْ يَا هَلَلُ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ

(میرے رسول!) کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب! اپنے دین میں ناحق (غلو/زیادتی) نہ کرو اور ان لوگوں کے تخیلات کی پیروی نہ کرو جو تم سے پہلے خود گمراہ ہوئے اور اکثر لوگوں کو بھی گمراہ کیا اور سیدھے راستے سے بھٹک گئے۔“ (المائدہ: 77)

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِنَ الْجِنَّةِ وَالْإِنْسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا ۚ وَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا ۚ وَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ

اور بے شک ہم نے اکثر جنوں اور انسانوں کو جہنم ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔ کیونکہ ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں، ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے پاس کان تو ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں۔ ایسے لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ (الاعراف: 179)

وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ فَاعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ فَسَحَقْنَا

لَأَصْحَابِ السَّعِيرِ

اور وہ (دوزخ میں جانے والے) کہیں گے: ”کاش! ہم سنتے یا عقل سے کام لیتے تو آج اس بھڑکتی ہوئی آگ کے سزاواروں میں شامل نہ ہوتے۔“ پس اس طرح وہ اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیں گے۔ لعنت ہے ان دوزخیوں پر۔“ (الملک: 10-11)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنَّهُ وَاتَّمَّ تَسْمَعُونَ. وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ. إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ. وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اسے سن کر مت پھر اور ایسے لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنہوں نے کہا: ”ہم نے سن لیا“ حالانکہ وہ سنتے نہیں۔ اللہ کے ہاں سب سے بدتر جانوروہ بہرے گونگے ہیں جو سوجھ بوجھ نہیں رکھتے۔ اگر اللہ تعالیٰ ان میں کوئی بھلائی محسوس کرتا تو جرور ان کو سنا دیتا۔ اگر ان کو سنا دیتا تو بھی یہ لوگ منہ پھیر کر بھاگ جاتے۔ اے ایمان والو! اللہ اور رسول کا حکم مانو جب بھی وہ تمہیں ایک ایسے کام (جہاد) کی طرف بلائیں جس میں تمہاری زندگی ہے۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ

بندے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور بے شک اسی کی طرف تم اٹھتے کیے جاؤ گے۔“ (الانفال: 20-24)

اب منہا چونکہ گھر میں تھوڑا ڈالا بھی تھا اس لیے ابھی تک سارے اس کا لحاظ رکھ رہے تھے انہوں نے پوچھا کہ اب تم چاہتے کیا ہو کہ ہم یہ ساری رسمیں ختم کر دیں۔ تو منے نے کہا کہ جب اپنے منہ سے اقرار کر رہے ہیں کہ ان رسومات کا قرآن و حدیث کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تو اپنے اوپر کیوں پریشانیاں ڈالی ہوئی ہیں۔ اپنا قیمتی مال اور وقت نیکی سمجھ کر برباد کر رہے ہیں جبکہ ہمارے کھاتے میں صرف اور صرف گناہ ہی لکھے جا رہے ہیں۔

میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ ہمارا حال بھی قیامت والے دن ان لوگوں میں سے نہ ہو جائے جن کے بارے میں قرآن مجید میں سورہ الکہف آیات 103-106 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا. الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ  
يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ  
أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا. ذَلِكَ جَزَاءُهُمْ بِمَا كَفَرُوا وَانْتَحَلُوا الْبَيْتَ  
وَرُسُلِي هُزُوا

(میرے رسول!) ان سے کہہ دیں کہ کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام و نامراد لوگ کون ہیں؟ وہ (لوگ) ہیں کہ دنیا کی زندگی میں جن کی ساری

کوشش اور محنت ضائع ہوگئی اور وہ خیال کرتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں۔ وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات کو ماننے سے انکار کیا اور اس کی ملاقات کا یقین نہ کیا۔ اس لیے ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے اور قیامت کے دن ہم ان کا کوئی وزن نہیں کریں گے۔ ان کی جزا جہنم ہے، اس انکار کی وجہ سے جو انہوں نے کیا اور اس مذاق کی پاداش میں جو وہ میری آیات اور میرے رسولوں کے ساتھ رہے۔ (الکھف 106-103)

سرور کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

من احدث في امرنا هذا فهو رد  
جس نے دین کے معاملے میں کوئی نئی چیز ایجاد کی اسے رد کر دیا جائے گا۔ (متفق علیہ)

مزید ارشاد نبوی ہے

ایاکم و محدثات الامور کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة  
دین میں نئی نئی رسموں سے بچو۔ ہر نئی رسم بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

اب میں آپ کو وہ واقعہ بتاتا ہوں کہ جس نے مجھے اپنی حالت بدلنے پر مجبور کیا مجھے ایک ایسا دوست ملا کہ جس نے مجھے بتایا کہ تم کیسے دین پر چل رہے ہو جس کی کوئی بنیاد ہی نہیں

ہے تمہارا دین تو لچک کی طرح ہے جہاں سے مرضی کھینچ لو جدھر مرضی لے جاؤ، کوئی پوچھنے والا ہی نہیں ہے۔ میں بڑا حیران ہوا اور اس سے پوچھا کہ تمہارے پاس اس بات کی کیا دلیل ہے کہ ہم لوگ اندھا دھند بغیر تحقیق کے ہر بات پر عمل کرتے ہیں۔ اس نے مجھے ساتھ لیا اور کہا کہ میں تمہیں اس کا ثبوت فراہم کرتا ہوں۔ میرے ساتھ آؤ چنانچہ میں اس کے ساتھ ہولیا۔

وہ مجھے لے کر ایک جنازہ میں گیا جہاں پر میں نے دیکھا نماز جنازہ کے بعد عورت کی میت کے اوپر چار افراد نے مل چادر پکڑی ہوئی تھی۔ تو اس نے ان کے قریب جا کر ذرا اونچی آواز سے کہا کہ بھائی صاحب عورت کی میت کے اوپر جو چادر ہے وہ چار نہیں چھ افراد مل کر پکڑتے ہیں اب ہوا کیا، فوراً دو بندے آگے بڑھے اور درمیان سے انہوں نے بھی چادر پکڑ لی۔ پھر دفنانے کے بعد قبر پر کلمہ لکھنے لگے تو اس دوست نے کہا کہ سورہ یسن لکھنے کا بہت اجر ہے۔ اب وہ پریشان ہو گئے کہ قبر میں جگہ کم ہے اور سورۃ کس طرح لکھی جائے اس کا حل انھوں نے یہ نکالا کہ پرنٹ شدہ منگوا کر اس کی قبر میں دفن کر دی جائے۔ اب اُس دوست نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ میں تمہیں یہی دکھانا چاہتا تھا کہ تم لوگوں کی دین کی کوئی بنیاد نہیں ہے اب یہاں کسی نے نہیں پوچھا کہ بتانے والا کون ہے کیا یہ مسئلہ حدیث کا ہے یا قرآن کا، کون سی کتاب میں لکھا ہے حتیٰ کہ بتانے والے کا چہرہ بھی نہیں دیکھا اور فوراً چار کی بجائے چھ افراد نے مل کر چادر پکڑ لی۔ اور سورۃ یسن منگوانے کے لیے بندہ بھی بھیج دیا۔

اس کے بعد وہ مجھے لے کر ایک جگہ رسم قل میں گیا جہاں پر کھجوروں کی گٹھلیاں رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے کہا یا رکھجوروں کی گٹھلیاں تو، 12، 12 کی تعداد میں رکھتے ہیں اور کراس بنا کر رکھتے ہیں۔

چنانچہ پھر کیا تھا سب لوگ بالکل اسی طرح کرنے لگے تو وہ میری طرف دیکھنے لگا جبکہ میں اس سے نظریں چرانے لگا۔

پھر مجھے لیکر ایک محفل میں چلا گیا اور وہاں جا کر ان سے کہا کہ درود ”چشم ماہی“ اور درود ”نورانی نور“ پڑھا کرو اس کی ساڑھے اڑھائی کروڑ نیکیاں ملتی ہیں بس پھر کیا تھا ایک دو بندوں نے فوراً اس سے سیکھنا شروع کر دیا۔ انہوں نے اس بات پر بھی غور کرنا گوارا نہیں کیا کہ ساڑھے اڑھائی کروڑ کا کیا مطلب بنتا ہے۔

پھر بولا کہ منے تمہارے دین کی تو یہ بنیاد ہے جو تم نے آج دیکھی ہے یہ تو دو تین مثالیں ہیں اگر تم چاہو کہ آج کے دن میں نے اپنے دین میں چالیس نئی چیزیں ڈال کر سونا ہے تو چالیس کیا ایک سو چالیس بھی ڈالتے جاؤ جس چیز کا جتنا مرضی اجر و ثواب بتاتے جاؤ اگر کوئی تم سے کوئی دلیل پوچھ جائے تو بتانا۔ بلکہ جتنے زیادہ قرآن حدیث کے خلاف مسئلے بتاؤ گے تم مجدد ہی کہلاؤ گے۔ اور جس طرح عیسائیوں اور یہودیوں کی ہر چیز بدلی ہوئی ہے بالکل اسی طرح ہمارا دین بھی ایک ایسا مکسچر بن گیا ہے کہ اصلی ڈھونڈنا مشکل ہو گیا ہے بلکہ اس کی حالت تو پچی لسی سے بھی زیادہ خراب ہو گئی ہے کہ جس میں کسی تناسب سے ہی پانی ڈالا جاسکتا ہے اس کے بعد دودھ اپنا رنگ چھوڑ دیتا ہے جبکہ تمہارے دین میں تو جو مرضی روزانہ کہ ایک ہزار نئی بدعتیں شامل کر لو۔ کوئی یہ نہیں سوچتا کہ آج سے چند سال پہلے تو یہ نہیں تھی آج کہاں سے تشریف لے آئی۔ بدعات کی تعداد اتنی زیادہ ہو چکی ہے کہ اب کوئی اگر اور جو کوئی قرآن و حدیث کی سچی اور کھری بات بتاتا ہے تو وہ بالکل عجیب لگتی ہے اور نئی نئی لگتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم قرآن پر غور نہیں کرتے۔ ارشاد ربانی ہے۔

افلا يتدبرون القرآن  
تو کیا لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے، یادلوں پر قفل لگ رہے ہیں۔؟ (محمد: 24)  
حالانکہ اصل اور سیدھا راستہ وہی ہے جو اللہ کے نبیؐ نے بتلایا۔ اور جس کے بارے میں  
ارشاد بانی ہے

وَأَنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ  
ذَٰلِكُمْ وَصَّيْكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ  
اور یہ بھی کہہ دیجیے کہ یہی میری سیدھی شاہراہ ہے۔ سو اس پر چلو اور دوسری پگڈنڈیوں پر نہ چلو  
کہ وہ تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گے۔ اس (سب) کا (اللہ) نے حکم دیا ہے تاکہ تم متقی بن  
جاؤ۔ (الانعام: 154)

میرے محترم برادران دنیا چند روزہ ہے۔ آئیے غور کریں کہ آج ہمارے عقائد و اعمال کیا  
قرآن و حدیث کے عین مطابق ہیں یا عین مخالف، کیونکہ قیامت والے دن انہی اعمال کا وزن ہوگا  
جو کہ اللہ کے حکموں اور اللہ کے پیارے نبی ﷺ کے پیارے طریقوں پر چل کر کیا  
ہوگا۔ ورنہ خسارہ اور خسارہ ہی ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ کھلے دل سے روز روشن کی طرح واضح  
حقائق کو تسلیم کر لیں۔ یہ نہ ہو کہ شیطان ہمیں فرقہ پرستی کے دھوکے میں ڈال کر اور مختلف قسم کے  
حیلوں بہانوں سے ہمارے اعمال ضائع کروا کر (خدا نخواستہ) ہمیں کہیں جہنم میں نہ لے جائے۔  
گناہ کی نسبت بدعت میں ایک اور خطرناک بات بھی پائی جاتی ہے۔ وہ یہ کہ گناہ کرنے والا

گناہ گار کبھی نہ کبھی سوچ بھی سکتا ہے کہ میں نے اپنی زندگی گناہوں میں گذاری ہے اور اب اپنے رب کو کیا منہ دکھاؤں گا اور وہ گناہوں سے توبہ کر سکتا ہے اور اکثر کبھی لیتا ہے۔ لہذا ایک گناہ گار بندے کے توبہ کرنے کے امکانات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ لیکن ایک بدعتی کو توبہ کی توفیق ہی میسر نہیں آتی (الامشاء اللہ)۔ وہ اس لیے کہ وہ اپنے اعمال کو نیک اعمال ہی سمجھتا رہتا ہے۔ اور جو بندہ اپنے اعمال کو نیک اور اچھے عمل ہی سمجھتا رہے۔ وہ توبہ کیونکہ کر سکتا ہے۔ لہذا شیطان یہ سوچتا ہے کہ یا رب بندے کو کسی واضح گناہ میں ڈالنے کے بجائے کسی ایسے گناہ میں ڈالو کہ جس کو وہ نیکی سمجھتا رہے اور اس کی عمر برباد کر کے اسے جہنم کا ایندھن بناؤ۔ اور شیطان کوشش کرتا ہے کہ انکے اعمال کو ان کے سامنے مزین کر کے پیش کرے۔

آخر میں اس دعا کے ساتھ کہ اے اللہ ہمیں روز قیامت جب حشر کی گرمی ہوگی تو اپنے محبوب کے ہاتھوں جام کو شرف عطا فرما۔ نہ کہ درج ذیل حدیث کے مطابق ہمارا حال یہ ہو کہ اللہ کے نبی ﷺ ہمارے بارے میں فرمادیں

سُحْقًا مُنْحَقًا لَيْتَنَ غَيَّبَ بَعْدِي

دور لے جاؤ ان کو، دور لجاؤ ان کو (میری نظروں سے) جنھوں نے میرے بعد میرے دین کو بدل لیا۔

پوری حدیث درج ذیل ہے

عن سهل بن سعد رضی اللہ عنہ قال قال النبی : ((انی فرطکم علی الحوض،

قال ابو حازم فسمعني النعمان ابن ابى عياش فقال: اهكذا سمعت من سهل؟  
فقلت: نعم، فقال: اشهد على ابى سعيد بن الخدرى رضى الله عنه لسمعته وهو يزيىد  
فيها: ((فاقول: انهم منى، فيقال: انك لا تدري ما احد ثوب بعدك، فاقول: سخفا سخفا  
لمن غير بعدى)

سیدنا سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں حوض کوثر پر تم  
سے پہلے موجود ہوں گا، جو شخص میرے پاس سے گزرے گا وہ پانی پیے گا اور چوٹی لے گا  
اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ پھر میرے پاس کئی گروہ آئیں گے، جنہیں میں پہچان لوں گا  
اور وہ مجھے پہچان لیں گے۔ (لیکن) اچانک میرے اور ان کے درمیان پردہ حائل کر  
دیا جائے گا۔“

(حدیث کے ایک راوی) ابو حازم کہتے ہیں: ”جب یہاں تک مجھ سے یہ  
روایت (ایک راوی) نعمان بن ابی عیاش نے سنی تو پوچھنے لگے: ”کیا آپ نے سہل  
سے یہ ایسے ہی سنی ہے؟“ ابو حازم کہتے ہیں کہ میں نے کہا: ”ہاں“ تب وہ (نعمان بن  
ابی عیاش) کہنے لگے: ”میں ابو سعید خدریؓ کے پاس موجود تھا، انہوں نے یہ الفاظ زیادہ  
بیان کیے (کہ آپ ﷺ نے فرمایا): ”پھر میں کہوں گا: ”یہ تو میرے ہیں۔“ تب

سوسے پیرے سدرین میں بہرہ پیاں ہیں۔

اللہ ہمیں سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ یارب العلمین  
وما توفیقی الا باللہ